بانی: حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری
قدس اللہ سرہٗ السعید مسند نشین رابع خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

مدیر اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری
جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

مجلس ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر: محمد عباس شاد

جون 2015ء / شعبان 1436ھ

جلد نمبر 7، شمارہ نمبر 6 - قیمت: 20 روپے

سالانہ ممبر شپ: 200 روپے - تین سالہ ممبر شپ: 500 روپے

- روزہ ؛ مذاہبِ عالم کی نظر میں
- رمضان المبارک کی تاثیر
- انسانی اقدار کو نگلتی میڈیا وار
- تعلیم کی دینی وعصری بنیادوں پر تقسیم درست نہیں
- مشرقِ وسطیٰ کی تشکیلِ نو کا خاکہ
- سراج الہند امام شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ
- مجالس ؛ افاداتِ علم وحکمت
- رمضان المبارک؛ مہارت اور صلاحیت پیدا کرنے کا مہینہ
- کتابِ مقدس انسانیت کے نام پیغامِ ہدایت ہے
- نزولِ قرآن کے اہداف ومقاصد
- قرآن حکیم کی دعوتِ انقلاب
- غصے پر قابو پانا چاہتے ہو تو صحت کو بہتر بناؤ
- رمضان المبارک اور خواتین کے مشاغل
- تعلق ومحبت میں استقامت کا واقعہ
- لاہور میں روحانی تربیتی اجتماع رمضان المبارک
- معمولاتِ روحانی تربیتی اجتماع
- نمازِ تراویح کے مسائل
- نقشہ اوقات سحر وافطار

ارشادِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ

مسند نشین ثانی
خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

فرمایا کہ: ”ہر شخص کو ہر شخص سے نفع نہیں ہوا کرتا۔ جس کی استعداد اونچی ہو، ویسا ہی اس کو ہادی (اونچی استعداد والا رہنما) ملے اور ہم مسلک بھی ہو، تو نفع ہوتا ہے۔ (اس لیے) کہ مناسبت ہو تو نفع ہوتا ہے۔“

مثال کے طور پر فرمایا: ”مولوی حبیب الرحمٰن (رائے پوری) کو کسی (سیاسی) تحریک والے سے ہی نفع ہوگا۔ دوسرے کے پاس جو (سیاسی) تحریک کے خلاف ہو، خواہ وہ کتنا بھی بڑا ہو، اس سے (سیاسی) عدمِ مناسبت کی وجہ سے نفع نہیں ہوسکتا۔“

(مجلس: ۸/ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ/ ۶/ اگست ۱۹۴۶ء۔ مقام: رائے پور)

(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 26-125۔ طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ)
رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

کراچی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس، A.16 موریہ خان سوسائٹی، عقب سٹار گیٹ نزد ائیر پورٹ، شاہراہ فیصل، کراچی
092-021-34600000 , 021-34600001

راولپنڈی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس، N.A-7، سید پور روڈ سٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی
092-51-4581357-58

ملتان کیمپس
رحیمیہ ہاؤس 30/A، سٹریٹ نمبر 2، خان کالونی چونگی نمبر 7، ایل ایم کیو روڈ، ملتان
0092-61-6212021

سکھر کیمپس
فلیٹ نمبر 111 ,1st فلور، رائل اپارٹمنٹ ریس کورس روڈ، سکھر
0092-71-5615185

www.rahimia.org

درسِ قرآن

تفسیر: مولانا علامہ سید سلیمان ندویؒ

روزہ : مذاہبِ عالم کی نظر میں

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(مسلمانو! تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلے' قوموں پر فرض کیا گیا تھا۔) (183:2)

قرآن حکیم نے اس آیت میں یہ تصریح کی ہے کہ روزہ اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ اسلام سے پہلے بھی وہ تمام مذاہب کے مجموعۂ احکام کا ایک حصہ رہا ہے۔ جاہل عرب کا پیغمبرِ اُمیؐ، جو مخالفین کے خیال میں تاریخ عالم سے ناواقف تھا، وہ مدعی ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں روزہ فرض عبادت رہا ہے۔ اگر یہ دعویٰ تمام تر صحت پر مبنی ہے تو اس کے مافوق ذرائعِ علم اور اعلیٰ ترین انسان ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ اس دعوے کی تصدیق میں یورپ کے محقق ترین مآخذ کا ہم حوالہ دیتے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مضمون نگار روزے کے متعلق لکھتا ہے: ''روزوں کے اصول وطُرق گو بہ اختلافِ آب و ہوا، قومیت وتہذیب اور حالاتِ گردوپیش بہت زیادہ مختلف ہیں، لیکن بہ مشکل کسی ایسے مذہب کا نام ہم لے سکتے ہیں، جس کے نظامِ مذہبی میں روزہ مطلقاً تسلیم نہ کیا گیا ہو۔'' ہندوستان کو سب سے زیادہ قدامت کا دعویٰ ہے، لیکن برت یعنی روزہ کی بندش سے وہ بھی آزاد نہیں۔ ہر ہندی مہینے کی گیارہویں تاریخ کو برہمنوں پر ''اکادشی'' کا روزہ ہے۔ اس حساب سے سال میں چوبیس روزے ہوئے۔ بعض برہمن ''کاتک'' کے مہینے میں ہر دوشنبہ کو روزہ رکھتے ہیں۔ ہندو جوگی چلہ کشی کرتے ہیں۔ ہندوستان کے تمام مذاہب میں جینی دھرم میں سب سے زیادہ روزہ کے سخت شرائط ہیں۔ چالیس چالیس دن تک کا ان کے ہاں روزہ ہوتا ہے۔

قدیم مصریوں کے یہاں بھی روزہ دیگر مذہبی تہواروں کے شمول میں نظر آتا ہے۔ یونان میں صرف عورتیں ''تھسموفیریا'' کی تیسری تاریخ کو روزے رکھتی تھیں۔ پارسی مذہب میں عام پیروکاروں پر عملاً روزہ فرض نہیں، لیکن ان کی الہامی کتاب کی ایک آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روزے کا حکم ان کے یہاں موجود تھا۔ خصوصاً مذہبی پیشواؤں کے لیے تو پنج سالہ روزہ ضروری تھا۔ یہودیوں میں بھی روزہ فریضۂ الٰہی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر چالیس دن بھوکے اور پیاسے گزارے۔ یہودی قانون کی رُو سے سال میں روزے کے لیے متعدد تاریخیں مخصوص ہیں۔ ساتویں مہینے کا دسواں دن عام فرض روزے کی تاریخ ہے۔ عیسائی مذہب میں بھی آ کر ہم کو روزے سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن جنگل میں روزہ رکھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام جو حضرت عیسیٰؑ کے گویا استاد تھے، وہ بھی روزہ رکھتے تھے اور ان کی امت بھی روزہ دار تھی۔ حضرت عیسیٰؑ خود اپنے شاگردوں کو خطاب کر کے کہتے ہیں: ''پھر جب تم روزہ رکھو، ریاکاروں کے مانند اپنا چہرہ اداس نہ بناؤ۔'' ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ قرآن کی مذکورہ بالا آیت کس قدر تاریخی صداقت پر مبنی ہے۔ (مقالاتِ سلیمان۔ حصہ سوم، ص:64-161)

درسِ حدیث

تشریح: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن مدظلہ

رمضان المبارک کی تاثیر

عن ابی هريرةؓ، قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: "من صام رمضان إيمانًا و احتسابًا غُفر لهٗ ما تقدّم من ذنبهٖ." (رواه البخاری)

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔'')

حقیقت یہ ہے کہ مغفرت' صومِ رمضان یا قیامِ لیلۃ القدر یا مطلق رمضان جیسے اعمال کی تاثیر اور خصوصیت ہے۔ کسی چیز کی تاثیر اور خصوصیت پائے جانے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی ایسی چیز نہ پائی جائے، جو اس سلسلے میں رُکاوٹ بنے۔ مثلاً ادویات کی اپنی تاثیر ہے، لیکن اس کا وجود پرہیز پر موقوف ہے۔ یہی سبب ہے کہ بدپرہیزی کی صورت میں دواؤں کا استعمال بے سود ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مذکورہ اعمالِ خیر اپنی تاثیر اور خاصیت کے اعتبار سے ماضی کے تمام گناہوں کی مغفرت کے متقاضی ہیں۔ بشرطیکہ مانعِ مغفرت کوئی گناہِ کبیرہ نہ ہو، یعنی اس سے پرہیز مکمل ہو۔

واضح رہے کہ ماہِ رمضان کی بنیادی اہمیت نزولِ قرآن کے حوالے سے ہے۔ قرآن حکیم درحقیقت انسانیت کو ترقیات سے روشناس کرانے والی ایسی کتاب ہے، جس کا یہ عمل آخرت میں بھی جاری رہے گا۔

قرآن حکیم کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر ماہ نزول میں ایک مستقل عمل مقرر کر دیا گیا ہے کہ نمازِ تراویح میں قرآن کی تلاوت کو فوقیت حاصل ہے۔ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تین دن تک اس نمازِ تراویح کا باجماعت اہتمام کر کے اس امر کی نشان دہی کر دی کہ قرآن حکیم درحقیقت اجتماعیت کا نقیب ہے۔ امت کی آسانی کے لیے آپ نے اس کے بعد جماعت کا اہتمام نہیں کیا کہ کہیں ان پر یہ نماز فرائض میں شامل نہ ہو جائے۔ لیکن جب بعد میں اس امر کا احتمال نہیں رہا تو خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے قرآن حکیم کے اجتماعی مطالعہ (بصورتِ تلاوت وسماعت) کے لیے نمازِ تراویح کو باقاعدہ اجتماعی شکل دے دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے اس فیصلے کو نہ صرف ان کے دور میں متفقہ طور پر تسلیم کیا گیا، بلکہ حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے عہدِ خلافتِ راشدہ میں بھی اسی پر عمل درآمد ہوتا رہا۔

الغرض نمازِ تراویح کی مشروعیت کے پس منظر میں قرآن حکیم کی وہ بنیادی اہمیت ہے کہ جس کے بغیر انسان از روئے حدیث ویران گھر کی مانند ہے۔ اور یوں نماز کی یکسوئی کے ذریعے قرآن حکیم کے حقائق پر غور وفکر کا موقع مہیا کیا گیا ہے۔

(ایمان کی چھاؤں میں۔ ڈاکٹر سعید الرحمٰن۔ ص:18-116)

www.rahimia.org

اداریہ

انسانی اقدار کو نگلتی میڈیا وار

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج دنیا میں میڈیا ایک طاقت ور عنصر کے طور پر اُبھر کر سامنے آیا ہے۔ مذہب، اَخلاق، کلچر، ریاستی پالیسیوں اور سیاست پر اثر انداز ہوتے ہوئے میڈیا گروپس اب آپس میں بھی گتھم گتھا اور باہم دست و گریباں نظر آنے لگے ہیں۔ ذرائع ابلاغ اور میڈیا کی ترقی کے بعد ناخواندہ معاشروں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کا خواب پورا ہونے کے بجائے ہماری اقدار بھی داؤ پر لگ گئی ہیں۔ ان ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام کی تعلیم و تربیت اور ان کی شعوری سطح بلند کرنے کے بجائے ان کو سرمائے میں اضافے، کسی مخصوص لابی اور اپنے گروپ کی برتری کی جنگ میں انسانی وسائل کو بے رحم طریقے سے استعمال کیا جارہا ہے۔

رمضان المبارک اور دیگر دینی و مذہبی وقار کے حامل مواقع اور پروگراموں کو بھی خالص نفع اور کمرشل بنیادوں پر پیش کر کے اُن کی مثبت اثر پذیری کو انسانی ذہنوں سے زائل کردیا جاتا ہے۔ ان پروگراموں میں علمی رسوخ اور شعوری گہرائی کے بجائے لفاظی اور چرب زبانی کے حامل افراد کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ جو علم، دین داری، تقویٰ اور تعلیم و تربیت کے جذبے سے سرشار ہونے کی بجائے فلم انڈسٹری اور اسٹیج تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے لوگوں کے معصوم جذبات سے کھیلتے نظر آتے ہیں۔ بعینہٖ سیاسی جماعتوں کو بھی ٹاک شوز میں اُن کے ماضی اور کردار سے بے نیاز ایسے ترجمان (Representative) کی ضرورت ہوتی ہے، جو اُن کے سیاسی مؤقف کو اپنے زورِ بیان اور چرب زبانی سے ثابت کرسکے۔ اسی کے ساتھ پروگراموں کے میزبانوں سے رشتہ گانٹھنا اور مال پانی کے ذریعے اُن کی رائے پر اثر انداز ہونا ہمارے سیاسی کلچر کا حصہ بن چکا ہے۔ اینکرز، رپورٹرز اور جرنلسٹ کا بڑے کاروباری اداروں کے جرائم کو اپنے ذاتی اور میڈیا گروپ کے مفادات کے لیے تحفظ دینا، نام نہاد کامیاب جرنلزم کا ناگزیر حصہ سمجھا جانے لگا ہے۔

جدید عہد میں بعض بااثر شخصیات میڈیا میں اپنے خلاف مہم چلوا کر بھی اپنے مقاصد تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہیں۔ جیسے آج کل ایک میڈیا گروپ کے بقراطوں نے دوسرے میڈیا گروپس سے اپنے نام کی پبلسٹی کے لیے ایک ایشو کھڑا کر کے اچھی خاصی پبلسٹی حاصل کرلی ہے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ پاکستان کے تمام میڈیا گروپس سرمایہ داروں اور بڑے کاروباری گروپس کے ذیلی ادارے ہیں۔ وہ اپنے تمام کاروباری، سیاسی، سماجی تضادات کی جنگ اپنے اپنے میڈیا پلیٹ فارموں پر ہی لڑتے ہیں۔ اور حریف سے اس جنگ میں اَخلاق اور سماج سے بالاتر ہو کر تمام حربے (Techniques) استعمال کیے جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں اس جدید عہد میں میڈیا کی ترقی یافتہ شکل مثبت نتائج دینے کی بجائے ہماری انسانی اقدار کو بھی نگل رہی ہے۔ (مدیر)

رفتارِ کار .... رپورٹ: چوہدری رشید احمد، ملتان

تعلیم کی دینی و عصری بنیادوں پر تقسیم درست نہیں

ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن

(3 مئی 2015ء کو جامعۃ الرشید کراچی میں ایک ملک گیر کانفرنس سے سرپرست ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور جناب ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن نے خطاب کیا۔ جس کی رپورٹ قارئین ماہنامہ رحیمیہ لاہور کے لیے پیش کی جارہی ہے۔ مدیر)

جناب ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے نظریۂ آزادی پر کاربند دینی مدارس کی قومی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا: دارالعلوم دیوبند کے قیام سے لے کر آج تک مدارس نے امن و محبت کا درس دیا ہے۔ دہشت گردی کا صحیح دینی مدارس سے کوئی تعلق نہیں۔ دینی مدارس اور عصری تعلیمی اداروں کے درمیان خلیج کو ختم کیا جانا چاہیے۔ دارالعلوم دیوبند سے امن و محبت کا جو درس دیا گیا، اس کا سلسلہ آج بھی جاری و ساری ہے۔

انھوں نے مزید کہا کہ دین اور دنیا کی علاحدگی کا تصور غلط ہے۔ اسلام میں دنیا اور آخرت دونوں کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ تعلیم کو دینی اور عصری بنیادوں پر تقسیم کرنا سامراجی حکمتِ عملی تھی، جو درست نہیں ہے۔ دینی و عصری علوم کا آپس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ سچا دین وہی ہوتا ہے، جو عصری تقاضوں کو سامنے رکھتا ہے۔ جس دین میں عصری تقاضوں کو پیش نظر نہ رکھا جائے، وہ دین نہیں، محض رسمی مذہب ہے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے مالٹا کی جیل سے رہائی کے بعد ہندوستان پہنچنے پر تین بنیادی باتوں کی طرف رہنمائی کی تھی:

☆ ایک یہ کہ تعلیم کا نصاب قرآن حکیم کی تعلیمات پر مرتکز کیا جائے، تاکہ معاشرے سے فرقہ واریت کا خاتمہ ہو۔

☆ دوسرا سیاسی و سماجی زندگی میں عدمِ تشدد کو بنیادی حکمتِ عملی کا درجہ دیا جائے۔

☆ تیسرا یہ کہ معاشرے میں مختلف گروہوں کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے۔

دارالعلوم دیوبند کے نظامِ تعلیم میں عصری تقاضوں سے کسی صورت انحراف نہیں کیا گیا۔ یہی سبب ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ نے اس دور کے عالمی تناظر میں تحریکِ ریشمی رومال کی بنیاد ڈالی اور پھر مالٹا سے رہائی کے بعد بدلتے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے علی گڑھ جا کر جامعہ ملیہ کا افتتاح کیا۔ اسی حکمتِ عملی کے تحت دہلی میں نظارۃ المعارف القرآنیہ قائم کیا گیا، تاکہ مدارس اور کالجز کے گریجویٹس ایک دوسرے سے استفادہ کرسکیں۔

اس سارے عمل میں جہاں مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا عزیر گلؒ ان کے دست و بازو تھے، وہاں ڈاکٹر مختار احمد انصاریؒ، حکیم محمد اجمل خانؒ اور علی برادرانؒ ان کے معاون قرار پائے اور آج بھی ضرورت ان دونوں طبقات کو ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی ہے۔

www.rahimia.org

عالمی منظر نامہ

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

مشرقِ وسطیٰ کی تشکیلِ نو کا خاکہ

آج ایران عالمی سیاست کی بساط خاص طور پر مشرقِ وسطیٰ کی جولان گاہ پر بڑی حکمتِ عملی کے ساتھ اپنے مہرے آگے بڑھا رہا ہے، لیکن اس کے مقابلے میں عرب اتحاد وقت کو روک کر تبدیلی کے امکانات ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جہاں تک انھیں امریکی پشت پناہی حاصل تھی 'ایسا کرنا ممکن تھا۔ کیوں کہ اس وقت عالمی طاقتیں ایران کو تنہائی کا شکار کرنا چاہتی تھیں، لیکن عراق ایران جنگ کی وجہ سے تمام مفروضات تبدیل ہو گئے۔

ایران کا عالمی طاقتوں کے ساتھ ایٹمی معاہدہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ وہ یورپ کے اندر اپنے اثر و رسوخ کے ذریعے عالمی طاقتوں کے ساتھ سفارتی حکمتِ عملی کے ذریعے یہ باور کرانے میں کامیاب ہو گیا ہے کہ اس کا ایٹمی پروگرام دنیا کے لیے تباہی کا تأثر نہیں رکھتا، بلکہ امن کا اشارہ ہے۔ اس کا مقصد محض اسے سول مفادات کے لیے استعمال کرنا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس نے عالمی طاقتوں کے تقاضے کے تحت یورینیم کی افزودگی کو اس حد تک کم کر دیا ہے جتنا اس نے ضروری سمجھا۔ وہ سفارتی حکمتِ عملی کے ساتھ روس اور چین کی حمایت اور خاص طور پر یورپی اثر و رسوخ کی مدد سے اپنے ایٹمی پروگرام کو سول مقاصد کا عنوان دینے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ گویا اس نے عربستان کے اندر اپنی سیاسی طاقت کو منوا لیا ہے۔ نیز روس سے دنیا کا مؤثر ترین میزائل سسٹم S-300، جس کے ذریعے شام امریکی فضائی حملوں سے محفوظ رہ سکا، بھی حاصل کرنے کا معاہدہ کر لیا ہے۔ چناں چہ مشرقِ وسطیٰ کے وہ ممالک، جنھوں نے اس عرصے میں اپنے قومی وجود کو برقرار رکھا، آج وہ ایک ایسے اتحاد کی طرف بڑھ رہے ہیں' جو مستقبل میں عرب لیگ جیسے ضعیف، لاغر اور ناتواں کی بجائے پُرجوش، طاقت ور اور توانا طور پر اُبھرنے والے حقیقی اتحاد کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کا مستقبل آج کے معروضی حالات میں سب سے پہلے اپنی بقا کو یقینی بنانے کے تصور پر عمل پیرا ہے۔

تصویر کا دوسرا رُخ دیکھیں تو صورتِ حال یہ تھی کہ عرب اتحاد نے شامی حکومت کا تختہ اُلٹنے کی کوشش میں داعش جیسے عفریت کو اُبھرنے کا سامان فراہم کیا۔ جب کہ روس نے سلامتی کونسل کا اجلاس بلوا کر یمن میں جنگ بندی کے عمل کو یقینی بنوایا۔ جس سے عرب کے اندر اُبھرنے والا یہ بحران کسی حد تک ٹل گیا۔ اس کے ساتھ ہی پاکستانی افواج نے غیر جانب دارانہ کردار ادا کر کے خطے میں امن کی کوششوں کو تقویت پہنچائی۔ دنیا کی تاریخ یہ ہے کہ جو ادارہ دنیا میں کوئی کردار ادا نہ کر سکے، اس کا وجود جلد یا بدیر مٹ جاتا ہے۔ بحیرۂ روم سے لے کر بحیرۂ عرب کے درمیان بسنے والی اقوام اگر نئے اُبھرنے والے اتحاد میں شامل ہو کر اپنی نئی شناخت بنا لیتی ہیں تو اس سے مشرق سے طلوع ہونے والے نئے اتحاد میں شامل ہو کر نہ صرف اپنی اقوام کا مؤثر انداز سے دفاع کر سکیں گی، بلکہ اقوامِ عالم میں اپنے لیے جائز مقام بھی حاصل کر سکیں گی۔

عظمت کے مینار

سراج الہند امام شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

وسیم اعجاز، کراچی

حضرت امام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ علم و فضل میں امتیازی شان کے حامل تھے۔ انھوں نے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بعد ولی اللّٰہی تحریک کے دوسرے امام کا کردار ادا کیا۔ آپؒ شاہ ولی اللہؒ کے بڑے صاحب زادے تھے۔ آپؒ کی پیدائش 12/ اکتوبر 1746ء بمطابق 25/ رمضان المبارک 1159ھ کو دہلی میں ہوئی۔ تاریخی نام ''غلام حلیم'' تھا۔ قرآن حکیم حفظ کرنے کے بعد 1759ء تک ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد شیخ نور اللہ بڈھانویؒ، شیخ محمد امین کشمیری ولی اللّٰہیؒ اور شیخ محمد عاشق پھلتیؒ سے بھی استفادہ کیا۔ اُردو زبان کی تعلیم مشہور شاعر خواجہ میر دردؒ سے حاصل کی۔ آپؒ کی قوتِ حافظہ بہت تیز تھی۔ خطابت میں ماہر اور حاضر جواب تھے۔ 1762ء میں والدِ گرامی حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے وصال کے بعد مدرسہ رحیمیہ میں انتہائی مستعدی سے تعلیم و تربیت کا آغاز فرمایا۔

آپؒ کے زمانے میں ولی اللّٰہی خاندان کی شہرت عروج پر پہنچ چکی تھی۔ امام الہند شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے شروع کیے ہوئے کام کو آپؒ نے انتہائی خوش اسلوبی سے نبھایا۔ آپؒ کے پیش کیے ہوئے پروگرام کا حلقہ اتنا وسیع ہو چکا تھا کہ پورے ہندوستان میں قرآن و حدیث کا کوئی قابلِ اعتماد عالم ایسا نہ تھا، جس کا بالواسطہ یا بلاواسطہ آپؒ سے تعلق نہ ہو۔

شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کا دور بھی سیاسی عدمِ استحکام اور معاشی ابتری کا دور تھا۔ آپؒ نے اپنے گرد و پیش کا باریک بینی سے مشاہدہ فرمایا اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بتائے ہوئے نظریات پر اپنے انقلابی پروگرام کی بنیاد رکھی۔ انھوں نے سب سے پہلے ہندوستان کی سیاسی اور قانونی حیثیت کا تعین کیا اور 1804ء میں اعلان فرمایا کہ اب ہندوستان کی حیثیت ''دارالاسلام'' کی نہیں رہی، بلکہ اب یہ ملک ''دارالحرب'' ہو گیا ہے۔ آپؒ کا یہ اعلان' ہندوستان کی سیاسی تاریخ کا نہ صرف سب سے بڑا اعلان تھا، بلکہ آپؒ کی سیاسی بصیرت کا عملی ثبوت بھی تھا۔ وطنِ عزیز کو دارالحرب سے دارالاسلام بنانے کے لیے آپؒ نے عملی اقدامات کیے۔ ولی اللّٰہی تحریک کے دو ونگ قائم کیے۔ ایک حصے کی قیادت کی ذمہ داری سید احمد شہیدؒ کے سپرد کی، جس کا بنیادی کام عوام میں انقلابی روح کو برقرار رکھنا، رضا کار بھرتی کرنا، ان کی تربیت کرنا اور دیگر ممالک سے تعلق قائم کرنا تھا۔ دوسرے حصہ کی قیادت کی ذمہ داری خود سنبھالی۔ اس گروپ کا کام دہلی میں بیٹھ کر مرکز کو سنبھالنا اور تعلیم و تربیت تھا۔

ان کوششوں کے نتیجے میں ابتدائی طور پر 800 رضا کار تیار ہوئے، جن کی تعداد بعد میں لاکھوں تک پہنچ چکی تھی۔ ہفتے میں دو مرتبہ بروز منگل اور جمعۃ المبارک کو چہ چیلاں دہلی میں خاص و عام کے لیے درس کا اہتمام فرماتے۔ دور دور سے لوگ آپ کا درس سننے کے لیے آتے تھے۔ آپؒ کوئی اختلاف انگیز بات ارشاد نہ فرماتے۔ (بقیہ صفحہ 9 پر)

www.rahimia.org

مجالس : افاداتِ علم وحکمت

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کے قیام سے ہی یہ روایت موجود رہی ہے کہ نمازِ جمعہ کے بعد حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری مدظلہٗ کے ساتھ احباب کی استفادہ نشست ہوتی ہے۔ جنوری 2015ء کے شمارے سے ان افادات کو شائع کر کے ہم مجلّہ رحیمیہ کے تمام قارئین کو اس استفادہ نشست میں شامل کر رہے ہیں۔ اس مجلس کی ریکارڈنگ اور جمع وترتیب کے فرائض جناب قاری عبدالرشید نے انجام دیے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں ادارہ کو اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ (مدیر)

مجلس نمبر 3۔ 02 /جنوری 2015ء - مقام: ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ، لاہور

سوال: اسلام میں خلیفہ اور خلافت وحکومت کا کیا تصور ہے اور موجودہ حکمران اس حوالے سے کہاں کھڑے ہیں؟

حضرت اقدس: خلافت اور حکومت کا تصور اسلام میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے نزدیک اسلام میں خلافت وحکومت کی دو قسمیں ہیں: ایک خلافتِ خاصہ، یعنی ''خلافت علیٰ منہاج النبوت'' ہے، جو کہ حضرات خلفائے راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ سے لے کر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تک کا دور ہے۔ خلافت کی دوسری قسم خلافتِ عامہ ہے، جو حضرت حسنؓ سے شروع ہو کر اب تک کی قومی شاہی حکومتیں ہیں۔ جو کہ خلافتِ بنواُمیہ، خلافتِ بنوعباس اور خلافتِ بنو عثمان کے طور پر قائم رہی ہیں۔ دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں خلافت اور حکومت کا مقصد خدمتِ خلق اور انسان دوستی کی بنیاد پر دین اسلام کے عادلانہ نظام کو غالب کرنا ہے۔ چناں چہ خلافت اور حکومت کے ان دونوں ادوار میں یہ مقاصد واہداف بہت حد تک پورے ہوئے۔

مسلم دنیا کے موجودہ ظالم حکمران اگر اپنے لیے خلیفہ اور اپنی حکومت کے لیے خلافت کی اصطلاح استعمال کریں تو یہ اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوگا۔ قرآن نے صحیح خلافت وحکومت کے لیے دو صلاحیتوں کو لازمی قرار دیا ہے اور وہ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (247:2) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکمرانوں کے لیے پہلی بنیادی شرط علم وشعور کو قرار دیا ہے، جب کہ دوسری اہم شرط جسمانی حوالے سے سیاسی ومعاشی طاقت وقوت کو قرار دیا ہے۔ اس کی روشنی میں آج عالم اسلام کے مسلمان حکمرانوں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کیا علم وشعور اور نالج کی اساس پر حکومتوں کے قیام کی صلاحیت ہمارے حکمران طبقوں میں موجود ہے؟ اسی طرح کیا ان حکمرانوں کی اپنی آزاد سیاسی طاقت (Political Will) اور آزاد معاشی طاقت وقوت موجود ہے؟ اگر یہ دو باتیں موجود نہیں تو دین اسلام کے غلبے کی خلافت وحکومت کے قیام کا دعویٰ کیسے درست ہو سکتا ہے۔

سوال: شام اور مشرق وسطیٰ میں خلافت کے دعوے دار بعض گروپ سرگرمِ عمل ہیں اور بقول میڈیا ان کو وہاں بڑی کامیابیاں بھی مل رہی ہیں۔ وہ اس علاقے میں اچھی خاصی طاقت وقوت کے حامل ہو چکے ہیں۔ ان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت اقدس: اس گروپ کے اسلامی خلافت کے حوالے سے نعرے محض دعوے ہیں۔ اصل میں یہ بین الاقوامی سامراجی حکومتوں کے آلہ کار اور ان کے گماشتہ کا کردار ادا کرنے والے ہیں۔ یہ گروپ ان تمام مذہبی انتہا پسند جماعتوں کے لوگوں پر مشتمل ہے، جنھیں پچھلے سو سال میں اسلام کے نام پر مسلمان معاشروں میں مذہبی حوالے سے انتہا پسندی پھیلانے اور قومی جمہوری تقاضوں کو سبوتاژ کرنے کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔ عالم اسلام میں جب تک سامراج سے آزادی وحریت حاصل نہیں ہوتی اور قومی جمہوری تقاضوں کی بنیاد پر عدل وانصاف، امن وامان اور معاشی اور اقتصادی ترقی کا نظام وجود میں نہیں آتا، اس وقت تک خلافت کے نعرے محض دعوے ہیں۔ اسلامی خلافت و حکومت کی حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

سوال: قرآن حکیم میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ ''اولی الامر'' (حکمرانوں) کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ (القرآن 59:4) ان کی اطاعت کی کیا شرائط ہیں؟ کیا آج کل کے مسلمان حکمران ''اولی الامر'' کے زمرے میں آتے ہیں؟

جواب: ''اولی الامر'' کے لیے وہی شرائط ہیں، جن کا تذکرہ پیچھے خلافت کے حوالے سے ہو چکا ہے۔ یعنی علم وشعور اور آزاد سیاسی ومعاشی طاقت وقوت کا ہونا ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ اس آیتِ مبارکہ میں ''اولی الامر'' کے ساتھ ایک اہم بنیادی شرط ''مِنْکُمْ'' کی صورت میں بیان کی گئی ہے۔ یعنی وہ حکمران جو تمھاری مسلمان جماعت میں سے ہوں اور جو تمھارے قومی وملّی تقاضے پورا کرتے ہوں۔ اس کے سب سے پہلے مخاطب جماعتِ صحابہ اور خلافتِ نبوت قائم کرنے والے خلفائے راشدین ہیں۔ اگر ایسے حکمران ہوں جو اَغیار کے نمائندے ہوں اور سامراجی مقاصد کو پورا کرتے ہوں، وہ سب ''مِنکُمْ'' میں شامل نہیں بلکہ وہ ''مِنهُمْ'' یعنی ان اغیار کے ایجنٹ ہیں۔ اطاعت صرف اُن حکمرانوں کی ہے، جو قومی اور ملّی تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں۔ نہ کہ قوم کو فروخت کر کے ذاتی اور گروہی، خاندانی اور طبقاتی مفادات حاصل کرنے والے حکمرانوں کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

آج عالم اسلام میں جتنے بھی حکمران طبقات مسلمانوں پر مسلط ہیں، خواہ وہ بادشاہت کی صورت میں ہوں یا نام نہاد جمہوریت کا نعرہ لگاتے ہوں۔ درحقیقت وہ مسلمانوں کے نمائندے نہیں ہیں، بلکہ اغیار کے نمائندے ہیں۔ ہم کسی حکمران کے ذاتی ایمان کو زیر بحث نہیں لاتے، بلکہ مسلمان ممالک کے نظامِ حکومت کے حوالے سے ہم گفتگو کر رہے ہیں۔ اس آیت میں ''امر'' یعنی نظامِ حکومت کا تذکرہ ہے۔ چناں چہ سیاست اور نظامِ حکومت میں یہ حکمران طبقات اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہیں، بلکہ سامراجی تقاضوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ اس لیے یہ ''مِنکُمْ'' میں شامل نہیں بلکہ غیروں کے نمائندہ ہونے کی وجہ سے ''مِنهُمْ'' کا حصہ ہیں۔ ان سے اختلاف کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹنے کا حکم دیا گیا ہے۔

www.rahimia.org

خطبات و بیانات

افادات: حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ
جانشین حضرت رائے پوری رابعؒ و مسند نشین خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزادؔ رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ نے 11/ستمبر 2009ء/20/رمضان المبارک 1430ھ کو ادارہ رحیمیہ لاہور میں نمازِ جمعہ کے شرکا سے خطاب کرتے ہوئے قرآن حکیم کی آیت لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (25:57) کے تناظر میں مندرجہ ذیل ارشادات فرمائے:

رمضان المبارک؛ مہارت اور صلاحیت پیدا کرنے کا مہینہ

''معزز دوستو! دین اسلام کی سچی تعلیمات مسلمان کی تعلیم و تربیت کے لیے ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے پہلے تو مسلمان جماعت کا نظریہ درست ہو اور دوسرے نمبر پر اس نظریے پر عمل کرنے کا درست طریقۂ کار اس کے سامنے آئے۔ اور انسانیت کی کامیابی کا درست انداز ان کے سامنے واضح ہو۔ اور یہ جماعت پوری انسانیت کی کام یابی اور ترقی کے لیے فعال کردار ادا کرے۔ کتابِ مقدس قرآن حکیم کا پروگرام بنیادی طور پر کل انسانیت کی کامیابی ہے۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ انسانیت کی ترقی کے لیے ایک تربیت یافتہ جماعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ جماعت تیار کرنا بھی قرآن حکیم کی تعلیم کا ہدف اور مقصد ہے۔ مسلمان ایک فرقہ یا گروہ نہیں ہے، بلکہ ایک جماعت ہے جو کہ اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے پہلے خود تربیت حاصل کرتی ہے۔ اپنے اندر اعلیٰ درجے کی مہارت اور صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ اور پھر انسانی معاشرے میں مفید اور مثبت نتائج حاصل کرنے کے لیے ایک منظّم کوشش کرتی ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ اس حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ اس ماہِ مبارک میں کیے جانے والے تمام اعمال ہماری تعلیم و تربیت اور ہمارے اندر صلاحیت پیدا کرنے کے حوالے سے انتہائی اکسیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ رمضان المبارک کے یہ تجلیات و انوارات سے بھرپور لمحات ہمیں اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ ہم اپنے دل و دماغ سے قرآن حکیم کے اصل پیغام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس کا شعور حاصل کریں۔ اس کی فہم و بصیرت حاصل کریں اور اس کے مطابق جدوجہد اور کوشش کریں۔ خود حضورؐ کا یہ معمول تھا کہ رمضان المبارک میں قرآن حکیم بار بار پڑھتے تھے، بلکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی اس ماہِ مبارک میں آ کر حضورؐ کے ساتھ قرآن حکیم کا دَور کیا کرتے تھے۔ اس دَور اور ایک دوسرے کو کتابِ مقدس سنانے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ قرآن حکیم کے پیغام کو پورے رسوخ کے ساتھ دل و دماغ میں جذب کیا جائے۔ اس کے معانی اور مفاہیم کو سمجھا جائے۔ اس میں موجود پیغامِ ہدایت پر غور و فکر اور تدبر کیا جائے اور جو ہدایات دی گئی ہیں، ان کو عمل میں لانے کی حکمتِ عملی طے کی جائے۔''

کتابِ مقدس انسانیت کے نام پیغامِ ہدایت ہے

حضرت اقدس رائے پوری مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے مزید فرمایا:

''قرآن حکیم کوئی رسمی کتاب نہیں ہے کہ ایک دفعہ پڑھ لی جائے یا مطالعہ کر لیا جائے اور اس کے ذریعے سے ذہنی آسودگی حاصل کر لی جائے یا خاص قسم کی وجدانی کیفیت اس کے نتیجے میں پیدا ہو جائے۔ بلکہ یہ کتابِ مقدس، انسانیت کے نام ایک پیغامِ ہدایت ہے۔ اس پیغام کو حقیقی انداز میں جاننا کہ یہ ہمیں کیا حکم دیتا ہے؟ ہماری سوسائٹی کی تشکیل کے لیے کیا رہنمائی دے رہا ہے؟ اور ہمارے معاشرے کے مسائل کو حل کرنے کا طریقۂ کار کیا بیان کر رہا ہے؟ اور پھر اس پیغامِ ہدایت کے تمام احکامات کو عمل میں لانے کا طریقۂ کار کیا ہوگا؟ محض معلومات حاصل کر لینا کافی نہیں، بلکہ قرآنی احکامات کے مطابق عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ آج ہماری غفلت سے جو کوتاہی پیدا ہو رہی ہے، وہ یہ کہ ہمیں قرآن حکیم کا بھرپور شعور اور اس سے مکمل آگاہی نہیں ہے۔ غلامی کے دور میں ہمارے ذہنوں میں یہ تصورات پیدا کر دیے گئے کہ قرآن حکیم کی محض رسمی تلاوت کر کے ثواب حاصل کر لیا جائے۔ حال آں کہ رسمی طور پر صرف ثواب حاصل کرنے کا تصور ہمارے غلبے کے دور میں کبھی بھی نہیں رہا۔ قرآن حکیم کے ثواب کا مطلب دراصل یہ تھا کہ جب ہم نے قرآن حکیم کا مفہوم سمجھ لیا تو اس کے مطابق عمل کرنے کے لیے جدوجہد اور کوشش کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اب اس عمل کے جو نتائج ظاہر ہوں گے، وہ درحقیقت ہمارا بدلہ یا ثواب ہے۔ لیکن اگر عمل کچھ نہ کیا جائے صرف رسمی اور بے روح تلاوت کرنے کو کافی خیال کیا جائے تو نتیجہ درست ظاہر نہ ہوگا۔

قرآن حکیم کو باقی دیگر کتابوں کی طرح ایک کتاب خیال کرنا بالکل درست نہیں، بلکہ قرآن حکیم ایک اعلیٰ تقدس والی کتاب ہے۔ اور دنیا میں جو چیز بھی تقدس رکھتی ہو، اس کے کچھ اہداف و مقاصد ہوتے ہیں۔ جب تک وہ اہداف پورے نہ کیے جائیں تو یہ گویا کہ اس کے مقاصد کی توہین ہے۔ اور قرآن حکیم اپنی توہین برداشت نہیں کرتا۔ کیوں کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ''قرآن اس آدمی کے دل میں محفوظ رہے گا جو قرآن کو اپنا سب کچھ دے گا۔'' قرآن حکیم کو جب توجہ اور عقل و شعور کے ساتھ پڑھا اور سمجھا جاتا ہے تو اس کے اثرات انسان پر مرتب ہوتے ہیں۔

رمضان المبارک میں قرآن حکیم کو تراویح میں پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ اپنی توجہ کو اللہ تعالیٰ کے حضور متوجہ کیا جائے۔ قرآن حکیم کے احکامات میں غور و فکر اور عقل و شعور کا استعمال کیا جائے۔ اسی لیے قرآن حکیم نے جابجا عقل و شعور اور تدبر کی بات کی ہے۔ رمضان کا خاص مہینہ جس میں یہ نازل ہوا، وہ بھی اس بات کی توجہ دلاتا ہے کہ جو انسان بھی غور و فکر اور عقل و شعور سے کام لے گا تو ضرور اس کتابِ مقدس سے فائدہ اُٹھائے گا۔ اگر اس رمضان المبارک میں ہم قرآن کے پیغام کو نہ سمجھیں تو یہ بڑی خسارے کی بات ہوگی۔ اور قرآن حکیم کا محض رسمی طور پر پڑھ لینا کافی نہیں، جب تک کہ اس کے معانی پر غور و فکر نہ کیا جائے۔''

www.rahimia.org

نزولِ قرآن کے اہداف و مقاصد

حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ نے خطاب کرتے ہوئے مزید فرمایا:

’’قرآن حکیم کے اہداف و مقاصد سمجھنا بڑی اہمیت کی حامل بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن کیوں نازل فرمایا؟ انبیاؑ کا سلسلہ کیوں قائم فرمایا۔ اس سوال کا جواب خود قرآن میں بیان فرمایا گیا کہ ’’ہم نے اپنے رسولوں کو مبعوث کیا اور ان کو کتابیں دیں تا کہ ان کتابوں کے ذریعے سے کل انسانیت عدل پر قائم ہوجائے۔‘‘ (القرآن، 25:57) کوئی خاص فرقہ یا گروہ اس سے مراد نہیں ہے۔ کل انسانیت کا عدل پر قائم ہوجانے کا مطلب یہ ہے کہ عالمی سطح پر عدل و انصاف کا ایک نظام تشکیل دیا جائے، جس میں بغیر رنگ، نسل اور مذہب کے تمام انسانیت کے لیے عدل موجود ہو۔ محض انسانوں کا عقیدہ تبدیل کردینا ہی مقصد نہیں ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا کہ غلبۂ دین کا عالمی نظام قائم کرنا حضورؐ کی بعثت کا مقصد تھا (لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ) ۔ خواہ عقیدے کے اعتبار سے اکثر غیر مسلم ہوں۔ ان تمام کے لیے سیاسی اور معاشی حقوق کا نظامِ عدل کی بنیاد پر قائم کرنا مسلمان جماعت کی ذمہ داری ہے۔ ظالمانہ نظام انسانی معاشرے میں قابل برداشت نہیں۔ بلکہ اس ظالمانہ نظام کو توڑا جائے گا۔

زوال کے دور میں ہمارے دماغوں میں یہ غلط تصور پیدا کردیا گیا کہ دین تو لوگوں کی صرف اصلاح کرنے کے لیے آیا ہے۔ یعنی ہر آدمی اپنے جسم پر اسلام نافذ کرلے، کچھ رسمی اعمال کرلے اور تدریجاً چند اچھے اَخلاق کا اظہار کرلے تو بس کامیابی مل جائے گی۔ اس اصلاحی دائرے میں سیاست، معیشت اور معاشرے میں تبدیلی کا عمل پیدا کرنا شامل نہیں کیا جاتا۔ ہر آدمی کا انفرادی معاملہ قرار دے کر مذہب کو محدود کردیا جاتا ہے۔

اس کا فائدہ سب سے پہلے انگریز سامراج اور حکمران طبقے نے حاصل کیا۔ کیوں کہ اس طبقے نے دیکھا کہ وہ جماعت، جس نے ایک ہزار سال تک دنیا پر غلبہ حاصل کیا ہو، اس کو غلبے سے دور رکھنے کے لیے یہ کہا جائے کہ ’’دین میں سیاست نہیں ہے۔‘‘ لہٰذا جب بھی سیاست، معیشت اور معاشرتی حوالے سے بات چیت کی جاتی ہے تو فوراً کہا جاتا ہے کہ ’’اس کا دین سے کیا تعلق؟ یہ تو دنیا داری ہے۔‘‘ گویا کہ ہمارے دین کے نظریے میں بڑا محدود دائرے کا اصلاحی تصور پیدا کردیا گیا ہے۔ یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ قرآن حکیم کا بنیادی پیغام انقلاب اور معاشرے میں تبدیلی پیدا کرنا ہے۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس قرآنی نظریے پر پہلی تیارشدہ جماعتِ صحابہؓ پر قرآن کی تعلیم کا اثر اور نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ انھوں نے سماجی اور معاشرتی تبدیلی کے حوالے سے اہم انقلابی کردار ادا کیا۔ اگر صحابہ کرامؓ کے ہاں بھی محض انفرادی اصلاح کا نظریہ ہوتا تو پھر وہ مشرکین مکہ کی بات مان کر اپنے آپ کو محض ’’نیک‘‘ بتانے میں مصروف ہوجاتے، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ صحابہ کرامؓ نے دین اور قرآن کو اجتماعی انداز میں سمجھ کر اپنا نظریہ درست کیا اور پھر مکے کی نوجوان نسل تک اس کو منتقل کیا۔ مکے کی ظالم طاقت کے خلاف ایک اجتماعیت پیدا کی۔ کیوں کہ صرف اچھے کو اچھا اور برے کو برا سمجھ لینا کافی نہیں ہوتا، بلکہ اچھی چیز کو غالب کرنا اور بری چیز کو مٹانا ضروری ہوتا ہے۔‘‘

قرآن حکیم کی دعوتِ انقلاب

حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ نے خطاب کرتے ہوئے مزید فرمایا:

’’قرآن حکیم کا بنیادی نظریہ انقلاب اور تبدیلی ہے۔ قرآن کی پہلی سورت میں بیان کیا کہ ’’اگر یہ ظالم اپنے ظلم سے باز نہ آئے تو اس کی پیشانی پکڑ کر گھسیٹو۔‘‘ (سورۃ العلق) یہ انقلاب کی دعوت نہیں تو اور کیا ہے۔ حضورؐ اور آپ کی جماعتِ صحابہ کرامؓ نے سب سے پہلے مدینے میں ریاست کی تشکیل کی۔ پھر مکے میں تبدیلی پیدا کی اور اس کے ذریعے پورے حجاز میں تبدیلی کا راستہ ہموار کیا۔ پھر یہ تبدیلی بین الاقوامی تبدیلی کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔ وہ بیت المقدس، جس پر عیسائی حکومت کا قبضہ تھا۔ کسی یہودی کو اس میں داخلے کی اجازت نہیں تھی۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے اس کو ظالمانہ طاقتوں سے آزاد کرایا تو اس کو کھلا شہر قرار دے دیا۔ اس موقع پر عیسائی حکومت نے کہا کہ ہم بیت المقدس اس شرط پر آپ کے سپرد کرتے ہیں کہ آپ یہودیوں پر پابندی لگائیں کہ وہ اس میں داخل نہ ہوسکیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا، بلکہ مسلمان جس شہر کو فتح کریں گے، اس میں دنیا کے تمام لوگ آسکتے ہیں۔ دنیا کا کوئی مؤرخ اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ حضورؐ نے اپنی انقلابی حکمتِ عملی کے ذریعے سے سابقہ سیاست، معیشت اور سماجی نظام کو تبدیل کرکے اس کی جگہ عالمی سطح کا عدل و انصاف کا نظام قائم کیا۔ غیر مسلم مؤرخین بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ گویا کہ قرآن حکیم کا بنیادی نظریہ ہمہ گیر تبدیلی پیدا کرنے کا ہے۔

یادرکھیں! جب قومیں زوال اور پستی کا شکار ہوں تو اس وقت اصلاح کارگر نہیں ہوسکتی۔ اصلاح وہاں ہوتی ہے، جہاں سسٹم اور نظام درست ہو۔ عدالت، بازار، سیاست اور نظام درست کام کررہے ہوں۔ بس چند افراد ایسے ہوں، جو غلط کام کررہے ہیں تو ان کو وعظ و نصیحت کی جائے گی تا کہ وہ اس غلط عمل سے رُک جائیں۔ آج زوال کے دور میں جہاں عدالت ظالم کے حق میں فیصلے کرتی ہے۔ معیشت طبقات کی ہے۔ سیاست ظالمانہ ہے۔ نظام، انسانیت دشمنی کا ہے۔ ایسے میں ہم یہ سوچیں کہ ہم محض وعظ و نصیحت سے اپنی اصلاح کرلیں گے، یہ ممکن نہیں ہے۔ یہ اصلاح کا کام 60 سال سے ہورہا ہے۔ وعظ کہنے والے، تقریر کرنے والے تو بہت ہیں، لیکن نتیجہ وہی ہے کہ ظلم، بداَخلاقی اور استحصال بڑھ رہا ہے۔ یادرکھیں! کہ زوال کے دور میں حضورؐ، صحابہ کرامؓ اور قرآن حکیم کے انقلابی نظریے کو زندہ کرنے اور اس پر عمل کرکے اپنے آپ کو آگے بڑھانے اور انقلاب کے نظریے پر کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضورؐ بھی صرف وعظ کہنے کے لیے تشریف نہیں لائے، بلکہ دنیا میں عادلانہ نظام غالب کرنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ رمضان المبارک قرآن حکیم کے نظریۂ انقلاب کو سمجھ کر اور دین کی درست سوچ اختیار کرکے گزارا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کے مقاصد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!‘‘

www.rahimia.org

بچوں کا کالم — چوہدری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

غصے پر قابو پانا چاہتے ہو تو صحت کو بہتر بناؤ

(چوہدری افضل حق آزادی کے عظیم رہنما تھے۔ اپنی قوم کی تعلیم و تربیت اور اَخلاقی معیار کی بلندی ہمیشہ ان کے پیش نظر رہی۔ ذیل میں ان کے اُن خطوط کی تلخیص شائع کی جارہی ہے، جو اُنھوں نے 1939ء میں راولپنڈی جیل سے اپنے بچوں کے نام لکھے۔ دراصل ان کے مخاطب قوم کے ہر دور کے نونہال ہیں۔ مدیر)

نورچشمی معروف بی بی۔ السلام علیکم

کل ایک نوجوان ساتھی نے مجھے کہا کہ مجھے غصہ بہت آتا ہے، کیا علاج کروں؟ میں نے کہا: میری حالت تم سے بھی بُری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو بچہ یا شخص جسم کا کمزور ہوگا، وہ جھٹ غصے سے بھڑک اُٹھے گا۔ جو لوگ طاقت ور ہوتے ہیں، اُن میں غصے پر فتح پانے کی قوت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ میں نے اُسے اپنا حال بتایا کہ جس روز مجھے دُکھ تکلیف یا قبض ہو، اس روز میری طبیعت بلاوجہ طوفانی رہتی ہے۔ میں غصے کو حرام سمجھتا ہوں، لیکن پھر بھی یک بیک آگ بگولا ہوجاتا ہوں۔ میں نے اس نوجوان کو نصیحت کی کہ غصے پر قابو پانا چاہتے ہو تو صحت کو بہتر بناؤ۔ جلدی جلدی غصے ہونا اور غصے کی آگ میں جلنا کوئی اچھی بات نہیں، بلکہ ضعفِ جگر اور دوسری جسمانی کمزوری کا نتیجہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو بچے بچپن میں غصے پر قابو نہیں پاتے، وہ بڑے ہوکر بھی آگ بھبوکا رہتے ہیں۔ یہ بھی تعلیم کی بات ہے۔ جو بچے اپنے بہن بھائیوں سے لڑنے جھگڑنے کی عادت ڈال لیتے ہیں اور غصے کی دل میں پرورش کرتے ہیں، وہ بڑے ہوکر بھی جلد مشتعل ہوجاتے، بات بات پر ناراض ہوتے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر دوسروں کا گلا کاٹنے کو تیار ہوجاتے ہیں۔ معمولی سی بات کو اپنی ہتک سمجھ کر دوسروں پر شدید حملہ کردیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں روزانہ بیسیوں قتل ہوتے ہیں۔ یورپ میں اتنے قتل سال بھر میں نہیں ہوتے۔ حال آں کہ بہادری میں وہ کسی سے کم نہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اوّل اُن کی صحت ایسی عمدہ ہوتی ہے کہ کمزوری اور بیماری کی وجہ سے انھیں بار بار غصہ نہیں آتا۔ دوسرے ان کی تعلیم اور تربیت ایسی اچھی ہوتی ہے کہ بلی کتوں کی طرح لڑبھڑ کر زندگی بسر کرنے کے بجائے ایک دوسرے کی مدد کرنے اور آرام پہنچانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اس ملک میں ہر شخص دوسرے کے عیب دیکھنے میں اور نقص نکالنے میں لگا رہتا ہے۔ یورپ میں لوگ دوسروں کو فائدہ پہنچانے اور ان کی نیکیوں کو اُچھالنے میں مصروف رہتے ہیں۔ وہاں ماں باپ شروع ہی سے خیال رکھتے ہیں کہ چھوٹے بچے آپس میں پیار سے رہیں اور مل جل کر کام کریں۔ ہاں! جہاں سانجھی مصیبت آجائے تو سب اکٹھے ہوکر مقابلہ کرتے ہیں۔ پھر تو ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا، جو جان کو چھپاتا پھرے۔ آپس میں کتے لڑتے ہیں اور بہادر مل کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ہمارا ملک بہت پیچھے ہے۔ ہم آپس میں لڑنے کو شیر ہوجاتے ہیں۔ دشمن آجائے تو دُم دبا کر بھاگ نکلتے ہیں۔ (بقیہ صفحہ 9 پر)

خواتین کا کالم — ڈاکٹر ایس ایس چغتائی

رمضان المبارک اور خواتین کے مشاغل

اسلام اعتدال پسندی اور میانہ روی کا درس دیتا ہے۔ اس کے ہر رکنِ عبادت میں یہی درس دیا گیا ہے کہ وہ عبادت جو کم، مگر مستقل کی جائے، وہ بہت پسندیدہ ہے۔ کثرت خواہ کسی بھی چیز کی ہو، قابل گرفت ہوتی ہے۔ انسانی صحت کے لیے کثرتِ طعام، کثرتِ کلام اور کثرتِ منام انتہائی نقصان دہ ہے۔ کثرتِ طعام سے جسم بے شمار بیماریوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ کثرتِ کلام سے بعض اوقات انسانی رشتوں سے قطع تعلق تک کی بنیاد بن جاتا ہے اور کثرتِ منام یعنی زیادہ سونا سستی اور کاہلی کا سبب ہے۔ رمضان المبارک نیکیوں کا ایسا موسم بہار ہے، جس میں انوارِ رحمت کی برکھا سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام کثرتوں کو اقلیتوں میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اس موسم کا صحیح لطف وہی اٹھاتے ہیں، جو تزکیۂ نفس کے ذریعے قربِ الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلامی سال کا یہ ماہِ مقدس اللہ کی رحمتوں اور عطا کی بخشش کا مہینہ ہے۔

وہ بہنیں جو ہر وقت منہ میں کچھ نہ کچھ ڈالتی رہتی ہیں، ان کے لیے سلمنگ سینٹر جائے بغیر اچھی خاصی ڈائیٹنگ کی عادت پڑ جاتی ہے۔ ماہ رمضان کے روزے ان کے ہر وقت کھانے کی عادت پر کافی حد تک قابو پانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ بہت زیادہ موقع بے موقع، جا بے جا' بولنے والی خواتین کی زبان بندی کے لیے یہ انتہائی مجرب نسخہ ہے۔ انسانی اعضائے جسم میں زبان ہی وہ عضو ہے، جو تمام برائیوں کا سبب ہے۔ اگر یہ قابو میں رہے تو تمام اعضا عافیت میں رہتے ہیں اور اگر اسی پر قابو نہ رہے تو انسان کے تمام اعضا گناہ میں ملوث ہوجاتے ہیں۔ گوشت کا یہ چھوٹا سا لوتھڑا دوسروں کی دل آزاری، تضحیک، طعن و تشنیع، بدخوئی، غیبت، گالی گلوچ میں سب سے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر محض اسی کی رفتار پر قابو پالیا جائے تو معاشرے میں سکھ ہی سکھ ہے۔

رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں زبان کو قابو پانا بہت ضروری ہے۔ یہ ایسا خود احتسابی اور ضبطِ نفس کا مہینہ ہے، جس میں ہم اپنی کمزوریوں پر قابو پاسکتے ہیں۔ اور اس کا حکم دیا گیا ہے کہ ”جس نے روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا اور غیبت کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو ایسے بندے کا کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔“ اگر کوئی گناہ کے کام پر اُکسائے، جھگڑا کرے تو اس سے کہہ دیا جائے کہ ”میں روزے سے ہوں۔“ یعنی اب مجھ سے کسی برائی کی توقع نہ رکھی جائے۔ یہ ماہِ مبارک خواتین کے لیے باعثِ رحمت ہے۔ اگر وہ قلیل طعام، مختصر گفتگو اور عبادت و قیام اللیل سے ذہنی اور جسمانی آسودگی حاصل کریں۔ یاد رکھیں! یہ ماہِ مبارک ایسا مقدس مہینہ ہے، جس میں روزے کے ذریعے اَخلاق، ایمانِ صادق اور مخلصانہ بندگی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ جواہر اخلاق نکھر کر آجاتے ہیں۔ مسلسل مشق سے ضمیر میں پاکیزگی، ضبطِ نفس اور صبر و استقامت پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور نیکیوں کے اس موسم بہار کے ایک ایک لمحے سے مستفید ہونے کی توفیق عطا کرے۔

تعلق ومحبت میں استقامت کا واقعہ

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ سے جو لوگ ان کے سید صاحب (سید احمد شہیدؒ) سے بیعت ہونے کے بعد بیعت ہوئے ان کی حالت نہایت اچھی تھی۔ اور ان پر اتباعِ سنت نہایت غالب تھا۔ اور جو لوگ سید صاحب کی بیعت سے پہلے بیعت ہوئے، ان کی حالت اس درجے کی نہ تھی۔ ''امیر الروایات'' کے مصنف امیر خان صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جب شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ سید صاحبؒ سے بیعت ہو چکے تو اس کے بعد وہ ساڈھورہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں تشریف لے جا کر اپنے سابق پیر کے خدام کو، نیز قصبے کے تمام عوام وخواص کو بلا کر ایک جلسہ کیا۔ اور اس جلسے میں آپ نے فرمایا کہ ''میرے پیر کا عرس گو پہلے بھی ہوتا تھا، مگر ترقی اسے میں نے دی تھی اور موجودہ حالت اس کی میری کوشش سے ہوئی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے اور میری سمجھ میں اس کی برائی آ گئی ہے۔ اس لیے میں آپ صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس عرس کو موقوف کر دیا جائے۔''

شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ کے پیر ومرشد کے دو صاحبزادے تھے۔ انھوں نے برسرِ جلسہ کہا کہ: ''یہ حاجی نہیں، پاجی ہے۔ اس کی کوئی نہ سنو!'' یہ سن کر سب اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔ مگر حضرتؒ کے مرید خاص عبداللہ خاں نہیں اٹھے اور بیٹھے رہے۔ شاہ صاحب نے تھوڑی دیر میں فرمایا کہ ''میاں عبداللہ خاں! سب چلے گئے، تم کیوں بیٹھے ہو۔ تم بھی چلے جاؤ۔'' اس پر عبداللہ خاں نے عرض کیا کہ: حضرت! اگر یہ آپ کے پیر قبر میں سے اٹھ کر کہیں گے کہ اٹھ جائیں، تب بھی نہ اٹھوں گا اور پیر تو پیر، اگر ان کے پیر بھی کہیں گے، تب بھی نہ اٹھوں گا۔ اور اس طرح بہت دور ترقی کرتے چلے گئے۔ غرض انھوں نے کہا کہ میں کسی طرح آپ کو نہ چھوڑوں گا۔

یقیناً تربیت واصلاح زندہ مرشدِ برحق کی صحبت اور اس کے طریق فکر وعمل کی پابندی اور پیروی کرنے سے ہوتی ہے۔ بزرگوں سے جھوٹی عقیدت کے اظہار پر اناؤں کو پالنے اور دنیا پرستی کے مروّجہ طریقۂ کار سے تربیت وتزکیہ نہیں ہوتا۔

عرس جو ایک دور میں سالانہ تربیتی اجتماع کا نام تھا، اب دورِ زوال میں بدعات و خرافات کا مجموعہ ہو گیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتی شہیدؒ پر ولی اللّٰہی عالم ربانی امیر سید احمد شہیدؒ سے بیعت وصحبت کے بعد یہ حقیقت منکشف ہو گئی۔ اس لیے انھوں نے اپنے مریدین کو اس بے روح رسم کو جاری رکھنے سے روکا۔ رسم کے پردے میں خود غرض مفاد پرست عناصر مخالف ہو گئے، مگر عبداللہ خان جیسے مریدِ باصفا اپنے شیخ ربانی کے حکم پر مر مٹے اور سرخرو ہوئے۔ ایسے ہی لوگ دراصل مشعلِ راہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے ہی سچے لوگوں کی ہمت واستقامت کے ساتھ پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ عظمت کے مینار سراج الہند امام شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

امام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ انتہائی دُور رَس نگاہ کے مالک تھے۔ ان کے زمانے میں ایسٹ انڈیا کمپنی تقریباً تمام ہندوستان پر ناجائز طور پر قابض ہو چکی تھی۔ یہ سب غداروں کو جاگیریں اور انگریزی خطابات کے عوض ہوا۔ اس نازک صورتِ حال میں آپؒ نے انسدادِ جاگیرداریت کے لیے اعلان فرمایا۔ اس فتوے کا جہاں ایک مقصد جاگیردارانہ ظلم و ستم سے عوام کو نجات دلانا تھا، وہیں اس انگریزی ہتھکنڈے کو روکنا بھی تھا۔ اس دوران آپؒ کو شدید اذیتوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ غنڈوں کے ذریعے کام نہ بنا تو آپؒ کا مکان ضبط کر لیا گیا۔ شہر بدری کے احکامات جاری ہو گئے۔ صرف اسی پر اکتفا نہ کیا، بلکہ دو مرتبہ آپؒ کو زہر بھی دیا گیا۔ جب زہر نے کام نہ کیا تو بدن پر چھپکلی کا اُبٹن مل دیا، جس سے برص کا مرض ہو گیا۔ ان اذیتوں کی وجہ سے بینائی جاتی رہی اور مختلف امراض پیدا ہو گئے، لیکن آپؒ نے ہمت نہ ہاری اور ولی اللّٰہی مشن کے فروغ میں تندہی سے مصروف رہے۔

یوں تو آپؒ نے بے شمار کتب تحریر فرمائیں، لیکن تحفہ اثناعشریہ، بُستان المحدّثین، تفسیر فتح العزیز، فتاویٰ عزیزیہ اور ملفوظاتِ عزیزی خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ اُردو، فارسی، عربی اور عبرانی زبان پر دسترس رکھتے تھے۔ عربی زبان میں شعر کہتے تھے۔ انھوں نے عربی میں بہت سی نظمیں اور نعتیں کہیں۔ آپؒ کے شاگردوں میں مفتی صدر الدین آزردہؒ، شاہ ابوسعید مجددیؒ، مولانا رشیدالدین دہلویؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبدالغنیؒ، مولانا فضل حق خیر آبادیؒ، شاہ محمد اسحاقؒ، شاہ غلام علی دہلویؒ کے علاوہ ان گنت جید اہل علم شامل ہیں جنھوں نے آنے والے دنوں میں ولی اللّٰہی فکر ونظریات کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ شاہ صاحبؒ نے 17/شوال المکرّم 1239ھ بمطابق 6/جون 1824ء بروز اتوار تقریباً 80 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپؒ سے لوگوں کی گرویدگی کا یہ عالم تھا کہ آپؒ کی نمازِ جنازہ 25 مرتبہ پڑھی گئی تھی۔ اپنے آبائی قبرستان مہندیان دہلی میں مدفون ہوئے۔ معروف شاعر مؤمن خان مؤمن نے آپؒ کی تاریخ وصال اس شعر سے نکالی ہے ع

دست بیداد اجل سے بے سروپا ہو گئے
''فقر و دیں ، فضل و ہنر ، لطف و کرم ، علم و عدل''

آپؒ کے وصال کے بعد امام شاہ محمد اسحاق دہلویؒ ولی اللّٰہی تحریک کے جانشین و امام قرار پائے۔

بقیہ: بچوں کا کالم یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ انسان فرشتہ بھی بن سکتا ہے اور شیطان بھی بن جاتا ہے۔ یہ بہت کچھ بچے کی ابتدائی تعلیم اور صحبت پر منحصر ہے۔ بُری صحبت، یعنی بُرے آدمیوں میں بیٹھ کر فرشتہ بھی شیطان ہو جاتا ہے۔ اچھی باتیں کان میں پڑتی رہیں تو چور ڈاکو بھی بھلے بن جاتے ہیں۔ صحت اور صحبت اچھی ہو تو انسان کو غصہ کم آتا ہے۔ دونوں میں سے ایک کی کمی ہو تو قیامت آ جاتی ہے۔

خوش خبری ......

لاہور میں روحانی تربیتی اجتماع
رمضان المبارک 1436ھ/2015ء

رحمتوں اور برکتوں والا ماہِ رمضان المبارک 1436ھ/2015ء اسی ماہ سے شروع ہونے والا ہے۔ ہمیشہ سے اکابر اولیاء اللہ اور علمائے ربانیین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں پوری یکسوئی اور توجہ الی اللہ کے لیے کسی ایک ہی جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور اس کو صفائے باطن کے لیے بڑا اکسیر سمجھتے ہیں۔

مشائخ رائے پور اور ان سے تعلق رکھنے والے احباب کا گزشتہ تقریباً ایک صدی سے یہ معمول چلا آرہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں اِنابت الی اللہ اور سالکین و طالبین کی تربیت کے لیے اجتماعی طور پر کسی ایک جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور رمضان المبارک کے قیمتی اوقات میں روحانی تربیت کے حوالے سے ذکر و فکر، تزکیۂ عمل اور تصفیۂ باطن کا نہایت درجہ اہتمام کرتے رہے ہیں۔

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ اپنی تمام عمر اس معمول پر مسلسل عمل پیرا رہے۔ انھی حضراتِ مشائخ کے معمول کے مطابق ان کے جانشین اور

موجودہ مسند نشین خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ

پورا ماہِ رمضان المبارک 1436ھ

(18/جون 2015ء تا 17/جولائی 2015ء)

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں قیام فرما ہوں گے۔

تمام احباب سے گزارش ہے کہ اپنی اخلاقی اور روحانی ترقی کی فکر کریں۔ متوسلین سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور اس ماہِ مبارک میں اپنی دیگر مصروفیات ملتوی فرما کر شیخِ رائے پور حضرت اقدس مدظلہٗ العالی کی معیت میں کچھ وقت لگائیں۔ تمام احباب اس روحانی اجتماع کے تربیتی معمولات اور مجالس ہائے علم و عرفان میں شرکت فرما کر دنیوی اور اُخروی کامیابی کے لیے کوشش کریں۔

نوٹ

☆ ملک بھر سے آنے والے احباب اپنی آمد کے شیڈول سے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کی انتظامیہ کو قبل از وقت اپنی آمد سے مطلع فرمائیں۔

☆ ریجنل کیمپسز ادارہ رحیمیہ اور دیگر تمام مراکز کے ذمہ دار حضرات مرکزی کیمپس لاہور کی انتظامیہ کو رمضان المبارک کے سلسلے میں آنے والے احباب کی فہرست سے ضرور آگاہ کریں، تاکہ انتظامات کے حوالے سے ضروری اقدامات کیے جائیں۔ (ادارہ)

معمولات روحانی تربیتی اجتماع
منعقدہ رمضان المبارک 1436ھ / جون، جولائی 2015ء

اس سال موجودہ مسند نشین خانقاہِ رائے پور حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدفیوضہم پورا ماہِ رمضان المبارک 1436ھ (جون، جولائی 2015ء) ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں قیام فرما ہوں گے۔ قیامِ رمضان کے حوالے سے معمولات درجِ ذیل ہوں گے:

نوافل، ذکرواذکار و تلاوتِ قرآن حکیم

علی الصبح تقریباً 2 بجے تمام احباب بیدار ہوجاتے ہیں۔ نمازِ تہجد ادا کرتے ہیں اور ذکر وغیرہ دیگر معمولات پورے کرتے ہیں۔ اس کے بعد سحری کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جو حضرات کھانے سے فارغ ہوجاتے ہیں، وہ نوافل یا تلاوتِ قرآن حکیم میں مشغول ہوجاتے ہیں۔

تربیت اور تزکیے کے حوالے سے احادیثِ نبویہؐ کا درس

نمازِ فجر کے بعد حدیث نبوی ﷺ کا درس ہوتا ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کی انسانیت نواز تعلیمات اور آپ ﷺ کی سیرت و کردار کے بہت سے پہلوؤں کو احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں واضح کیا جاتا ہے۔

تربیت اور تزکیے کے حوالے سے قرآنی موضوعات پر لیکچرز

تقریباً صبح 9 بجے تمام احباب بیدار ہوجاتے ہیں۔ نمازِ چاشت کے بعد تربیت اور تزکیے کے حوالے سے دورۂ تفسیر سے متعلق قرآنی موضوعات پر لیکچرز ہوتے ہیں، جن میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا بیان ہوتا ہے۔ ان لیکچرز کے دوران ممتاز صوفیائے کرام اور محققین علمائے ربانیین کے بیان فرمودہ تفسیری نکات و اشارات کی روشنی میں تربیت اور تزکیہ اور دینی اُمور سے متعلق شعور و آگہی اور اس کا فکر پیدا کیا جاتا ہے۔

دینی اور فقہی مسائل کا بیان

نمازِ ظہر کے بعد دین کے ضروری احکام و مسائل اور ان کے آداب و فضائل بیان کیے جاتے ہیں اور دینی حوالے سے عملی تربیت پر زور دیا جاتا ہے۔ نیز پوچھے گئے دینی مسائل کے جوابات دیے جاتے ہیں۔

اس کے بعد احباب تلاوتِ قرآن میں مشغول ہوجاتے ہیں۔

دینی موضوعات پر لیکچرز کا اہتمام

اس کے بعد کسی اہم دینی موضوع پر لیکچر ہوتا ہے۔ اور حالاتِ حاضرہ کے حوالے سے نوجوانوں کو دینی ذمہ داریوں اور عملی جدوجہد کے شعوری تقاضوں سے آگاہی دی جاتی ہے۔

www.rahimia.org

ذکراللہ کی مجلس اور فلاحِ دارین کی دعا

نمازِ عصر کے بعد حضرت اقدس رائے پوری مدظلہ العالی کی معیت میں مجلس ذکر ہوتی ہے۔اس کے بعد تربیت وتزکیے کے حوالے سے ذکراللہ کی اہمیت پر بیان ہوتا ہے۔ پھر حضرت اقدس مدظلہٗ العالی تمام احباب و متعلقین کے لیے خصوصی دعا فرماتے ہیں۔ نمازِ مغرب کے بعد احباب سنن ونوافل ادا کرتے ہیں۔

تراویح میں پڑھے ہوئے پارۂ قرآن کا تفسیری خلاصہ

نمازِ عشا اور نمازِ تراویح کے بعد پڑھے ہوئے پارے کے مضامین کا تفسیری خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔جس میں قرآن حکیم کی سورتوں کے موضوعات اور مضامین کے بنیادی نکات کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ان نکات کے ذریعے انسانی معاشرے کی سیاسی، معاشی، عمرانی اور نظریاتی حوالے سے درست تشکیل کے بنیادی اساسی اصولوں کی وضاحت ہوتی ہے۔اس کے بعد تصوف کی کتاب ''اِمدادالسلوک'' سے مشائخ عظام کے ملفوظات اور ارشادات پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔

رحیمیہ ریجنل کیمپسز میں معمولاتِ ماہِ رمضان

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کے تمام ریجنل کیمپسز کراچی، سکھر، ملتان، راولپنڈی اور پشاور میں ماہِ رمضان المبارک میں درجِ ذیل معمولات ہوں گے۔احباب ان میں شرکت فرمائیں:

1۔ ذکراللہ کی مجلس: تمام ریجنل کیمپسز میں روزانہ بعد نمازِ عصر مشائخ رائے پور کے معمولات کے مطابق مجلس ذکر کا انعقاد ہوتا ہے۔جس میں ان شہروں اور متعلقہ علاقوں میں موجود سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تمام احباب بھرپور شرکت کرتے ہیں۔

2۔ نمازِ تراویح اور تفسیری خلاصہ: تمام ریجنل کیمپسز میں نمازِ تراویح کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔جس میں بہترین حفاظ نمازِ تراویح میں قرآن پاک سنائیں گے۔ اور تراویح کے بعد پڑھے ہوئے پارے کا تفسیری خلاصہ بیان کیا جائے گا۔ نیز مشائخ علمائے ربانیین کے ملفوظات وارشادات پڑھ کر سنائے جائیں گے۔

رحیمیہ کیمپسز میں معمولات کی نگرانی درجِ ذیل حضرات کریں گے:

1۔ ملتان کیمپس: حضرت مولانا مفتی سعیدالرحمٰن مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

2۔ سکھر کیمپس: حضرت مولانا محمد عبداللہ عابد سندھی، محترم ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی (مجازین حضرت رائے پوری رابع قدس سرہٗ)

3۔ کراچی کیمپس: مولانا زوہیب حسن، مولانا مفتی اللہ بخش

4۔ راولپنڈی کیمپس: حضرت مولانا تاج افسر مجاز حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

5۔ پشاور کیمپس: مولانا معظم علی، مولانا محمد عارف

اعلان روزے کے مسائل سے متعلق ادارہ رحیمیہ کی طرف سے مطبوعہ رسالہ ''احکام و مسائل رمضان المبارک'' از مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری کا مطالعہ کریں۔

نمازِ تراویح کے مسائل

☆ رمضان المبارک میں عشا کی نماز کے بعد تراویح کی بیس رکعات دو دو رکعت کر کے پڑھنا مرد وعورت سب کے لیے سنت مؤکدہ ہے۔

☆ تراویح کا وقت عشا کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ بہتر ہے کہ وتر تراویح کے بعد پڑھے جائیں، لیکن اگر وتر کے بعد تراویح پڑھیں تو بھی درست ہے۔

☆ تراویح کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنا سنت کفایہ ہے، اگر محلے کی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہو تو تمام اہل محلّہ گناہ گار ہوں گے۔

☆ تراویح کی بیس رکعات' دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں اور ان میں ہر ترویحہ (چار رکعت) اور وتر کے درمیان کچھ دیر وقفہ کرنا مستحب ہے۔

☆ ترویحہ کے درمیان کوئی خاص عبادت متعین نہیں، بلکہ اختیار ہے، خواہ ذکر اذکار کریں، تلاوت کریں اور بعض فقہا کے نزدیک درجِ ذیل دعا پڑھنا منقول ہے، لہٰذا جس کا جو جی چاہے پڑھ سکتا ہے: سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَ الْمَلَکُوْتِ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَايَنَامُ وَلَايَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ. اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ، يَامُجِيْرُ يَامُجِيْرُ يَامُجِيْرُ.

☆ رمضان میں تراویح کے ساتھ وتر کی نماز باجماعت پڑھنا افضل ہے۔

☆ نمازِ تراویح میں قرآن پاک سنانے کی اُجرت لینا حرام ہے۔

☆ اگر اُجرت کے بغیر قرآن سنانے والا نہ ملے تو چھوٹی سورتوں سے ہی تراویح پڑھ لینا چاہیے۔

☆ تراویح کی مکمل نماز چھوٹ جائے اور اس کا وقت نکل جائے تو اس کی قضا نہیں ہے۔اگر پڑھے گا تو نفل شمار ہوگی۔

☆ اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ عشا کی نماز ہو چکی تو اُسے چاہیے کہ پہلے عشا کی نماز پڑھے، پھر تراویح میں شریک ہو۔

☆ تراویح کی کچھ رکعتیں امام کے ساتھ نہ پڑھ سکا تو وتر کے بعد ادا کر لے۔

☆ تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن مجید پڑھنا یا سننا سنت مؤکدہ ہے۔اگر قرآن مجید چند دنوں میں ختم کرلیا تو بقیہ دنوں میں بھی تراویح پڑھے۔

اہم اطلاع

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں اس سال نمازِ تراویح میں ختم قرآن حکیم ستائیسویں شب کو ہوگا۔

Monthly RAHIMIA Lahore CPL No. 59

نقشہ اوقات سحر و افطار رمضان المبارک 1436ھ / جون، جولائی 2015ء

تاریخ ہجری	تاریخ عیسوی	ایام	لاہور		اسلام آباد		ملتان		پشاور		کوئٹہ		کراچی		سکھر	
رمضان المبارک	جون	دن	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار
یکم	18	جمعرات	3:18	7:12	3:12	7:22	3:34	7:18	3:16	7:28	3:52	7:37	4:12	7:24	3:55	7:23
2	19	جمعۃ المبارک	3:18	7:12	3:12	7:22	3:34	7:19	3:16	7:29	3:52	7:38	4:12	7:25	3:55	7:23
3	20	ہفتہ	3:18	7:12	3:12	7:22	3:34	7:19	3:16	7:29	3:52	7:38	4:12	7:25	3:55	7:23
4	21	اتوار	3:18	7:12	3:13	7:23	3:34	7:19	3:16	7:29	3:52	7:38	4:13	7:25	3:55	7:24
5	22	سوموار	3:18	7:12	3:13	7:23	3:34	7:19	3:16	7:29	3:52	7:38	4:13	7:25	3:55	7:24
6	23	منگل	3:18	7:13	3:13	7:23	3:35	7:20	3:17	7:29	3:53	7:38	4:13	7:26	3:56	7:24
7	24	بدھ	3:19	7:13	3:13	7:23	3:35	7:20	3:17	7:30	3:53	7:38	4:13	7:26	3:56	7:24
8	25	جمعرات	3:19	7:13	3:14	7:23	3:35	7:20	3:17	7:30	3:53	7:39	4:14	7:26	3:56	7:25
9	26	جمعۃ المبارک	3:19	7:13	3:14	7:23	3:35	7:20	3:17	7:30	3:53	7:39	4:14	7:26	3:56	7:25
10	27	ہفتہ	3:20	7:13	3:14	7:24	3:36	7:20	3:18	7:30	3:54	7:39	4:14	7:26	3:57	7:25
11	28	اتوار	3:20	7:13	3:14	7:24	3:36	7:20	3:18	7:30	3:54	7:39	4:14	7:26	3:57	7:25
12	29	سوموار	3:20	7:13	3:15	7:24	3:37	7:21	3:19	7:30	3:55	7:39	4:15	7:26	3:58	7:25
13	30	منگل	3:21	7:13	3:15	7:24	3:37	7:21	3:19	7:30	3:55	7:39	4:15	7:26	3:58	7:25
14	یکم جولائی	بدھ	3:22	7:13	3:16	7:24	3:38	7:21	3:20	7:30	3:56	7:39	4:16	7:27	3:59	7:25
15	2	جمعرات	3:22	7:13	3:16	7:24	3:38	7:21	3:20	7:30	3:56	7:39	4:16	7:27	3:59	7:25
16	3	جمعۃ المبارک	3:23	7:13	3:17	7:24	3:39	7:20	3:21	7:30	3:57	7:39	4:17	7:27	4:00	7:25
17	4	ہفتہ	3:23	7:13	3:17	7:24	3:39	7:20	3:21	7:30	3:57	7:39	4:17	7:27	4:00	7:25
18	5	اتوار	3:24	7:13	3:19	7:24	3:40	7:20	3:22	7:30	3:58	7:39	4:18	7:27	4:01	7:25
19	6	سوموار	3:25	7:13	3:19	7:24	3:40	7:20	3:22	7:30	3:58	7:39	4:18	7:27	4:01	7:26
20	7	منگل	3:25	7:13	3:20	7:24	3:41	7:20	3:23	7:29	3:59	7:39	4:19	7:26	4:02	7:25
21	8	بدھ	3:26	7:13	3:20	7:24	3:41	7:20	3:23	7:29	3:59	7:39	4:19	7:26	4:02	7:25
22	9	جمعرات	3:27	7:12	3:21	7:24	3:42	7:20	3:24	7:29	4:00	7:38	4:20	7:26	4:03	7:24
23	10	جمعۃ المبارک	3:27	7:12	3:22	7:24	3:42	7:20	3:24	7:29	4:01	7:38	4:20	7:26	4:03	7:24
24	11	ہفتہ	3:28	7:12	3:23	7:23	3:44	7:19	3:26	7:28	4:02	7:38	4:21	7:26	4:04	7:24
25	12	اتوار	3:29	7:12	3:23	7:23	3:44	7:19	3:27	7:28	4:02	7:38	4:21	7:26	4:04	7:24
26	13	سوموار	3:30	7:11	3:25	7:22	3:45	7:19	3:29	7:28	4:03	7:37	4:22	7:26	4:05	7:24
27	14	منگل	3:30	7:11	3:25	7:22	3:46	7:19	3:29	7:28	4:03	7:37	4:22	7:26	4:05	7:24
28	15	بدھ	3:31	7:11	3:26	7:22	3:47	7:18	3:30	7:27	4:04	7:37	4:23	7:25	4:07	7:23
29	16	جمعرات	3:32	7:10	3:27	7:22	3:47	7:18	3:30	7:27	4:04	7:37	4:23	7:25	4:07	7:23
30	17	جمعۃ المبارک	3:33	7:10	3:27	7:21	3:48	7:18	3:30	7:27	4:05	7:37	4:24	7:25	4:07	7:23

نوٹ: یہ نقشہ علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی زیرِ نگرانی ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں دو منٹ کی احتیاط پیشِ نظر رہنی چاہیے۔

www.rahimia.org